سوال

(101) گردن کے مسح کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جو لوگ وضو میں گردن کا مسح کرتے ہیں اور اس کا فتویٰ بھی دیتے ہیں؟ کیا وہ اس کی کوئی دلیل پش کرتے ہیں؟ نیز گردن کے مسح کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

وضو میں گردن کا مسح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ صاحب ''عون المعبود'' فرماتے ہیں:

'اَلحَدِیث مع ضُعفِہٖ لَایَدُلُّ عَلَی استِجبَابِ مَسحِ الرَّقبَةِ، لِاَنَّ فِیہ مَسحَ الرَّاس مِن مُقَدَّمِہٖ اِلٰی مُؤَخَّرِ الرَّاسِ، اَو اِلٰی مُؤَخَّرِ العُنُقِ عَلَی اختِلَافِ الرِّوَایَاتِ وَہٰذَا لَیسَ فِیہ کَلَام۔ اِنَّمَا الکَلَامُ فِی مَسحِ الرَّقبَةِ المُعتَادِ بَینَ النَّاسِ اِنَّھُم یَمسَحُونَ الرَّقبَةَ بِظُھُورِ الاَصَابِعِ بَعدَ فَرَاغِھِم عَن مَسحِ الرَّاسِ۔ وَہٰذِہِ الکَیفِیَّةُ لَم تَثبُتُ فِی مَسحِ الرَّقبَةِ، لَا مِنَ الحَدِیثِ الصَّحِیحِ، وَلَا مِن الحَسَنِ، بَل مَا رُوِیَ فِی مَسحِ الرَّقبَةِ کُلُّھَا ضُعَافٌ، کَمَا صَرَّحَ بِہٖ غَیرُ وَاحِدٍ مِنَ العُلَمَاءِ۔ فَلَا یَجُوزُ الاِحتِجَاجُ بِھَا۔ وَنَقَلَ الشَّیخُ ابنُ الھَمَامِ مِن حَدِیثِ وَائِلِ بنِ حُجرٍ فِی صِفَةِ وُضُوءِ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ۔ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰی رَاسِہٖ ثَلَاثًا، وَظَاہِرَ اُذُنَیہِ ثَلَاثًا، وَظَاہِرَ رَقبَتِہٖ۔ اَلحَدِیثُ وَنَسَبَہٗ اِلَی التِّرمَذِیِّ فَھُوَ وَھمٌ مِنہُ۔ لِاَنَّ الحَدِیثَ لَیسَ لَہٗ وُجُودٌ فِی التِّرمَذِیِّ۔' عون المعبود: ۱/۴۹۔ ۵۰

''حدیث مذکور ضعیف ہونے کے باوجود گردن کے مسح کے مستحب ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اس میں صرف سَر کے مسح کا ذکر ہے کہ پشانی کی طرف سے شروع کرکے سَر کے پچھلے حصے تک یا بعض روایات کے مطابق گردن کے آخر تک ہونا چاہیے۔ اس موضوع پر تو کوئی بحث نہیں۔ بحث تو لوگوں میں معروف طریقے پر گردن کے مخصوص مسح کے متعلق ہے کہ وہ سَر اور کانوں کے مسح سے فراغت کے بعد انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرتے ہیں۔ جب کہ یہ طریقہ کسی صحیح یا حسن درجے کی حدیث سے ثابت نہیں اس موضوع پر مروی تمام احادیث اہل علم و تحقیق کے مطابق ضعیف ہیں۔ لہٰذا ان سے دلیل لینا درست نہیں۔ ابن الہمام رحمہ اللہ نے ترمذی کے حوالے سے جو روایت پش کی ہے کہ '' آپ ﷺ نے سَر اور کانوں کے ظاہر کا تین دفعہ اور گردن کا (ایک دفعہ) مسح کیا۔'' یہ ان کا وہم ہے کیونکہ ''ترمذی'' میں ایسی کوئی حدیث نہیں۔''

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الطہارۃ : صفحہ :136

محدث فتویٰ